# مُفسّرینِ قرآن کا تقویٰ اور دیانت

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی جامعہ مدینہ۔ کیمبل پور

قرآن حکیم کے دیگر امتیازات کے علاوہ سب سے بڑا جو امتیاز ہے وہ یہ ہے کہ قرآن کریم کا تعلق کسبی علوم سے نہیں بلکہ وہبی علوم سے ہے۔ یہ درست ہے کہ کسبی علوم اس کے اسرار اور رموز سمجھانے میں نہ صرف معاون بلکہ ایک درجہ ضروری ہیں لیکن ان علوم سے معارف قرآنی تک رسائی اس وقت ناممکن ہے جب تک کہ نور ایمان اور یقین غیر متزلزل سے مشرف نہ ہو چکا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ وہ صحابہ کرام جو موجودہ فنی اور اصطلاحی علوم سے سراسر نابلد تھے، سراپا علم و انقیاد بن گئے اس کی وجہ ظاہر ہے یہ ہے کہ قرآن حکیم کا علم سمعی اور بصری نہیں بلکہ اس کا علم صدری اور قلبی ہے کیونکہ اس کا نزول قلب انور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوا ارشاد قرانی ہے۔

فانہ نزلہ علی قلبک[۱] (بقرہ ۹۷) وعلمک مالم تکن تعلم[۲] (النساء ۱۱۳) چنانچہ قرآنی معارف اور اسرار فرقانی کا مرکز صرف انسانی سمع و بصر نہیں بلکہ حسب ارشاد قرآنی۔ بل ھو اٰیات بینٰت فی صدور الذین اوتوا العلم[۳] (العنکبوت ۴۹)

---

[۱] سو بے شک اس نے (اللہ تعالیٰ) اسے (قران مجید کو) تمہارے دل پر اتارا ہے۔

[۲] اس نے (اللہ تعالیٰ نے) تمہیں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو) (وہ باتیں سکھائیں جو تم نہیں جانتے تھے۔

[۳] بلکہ یہ قرآن تو آیتیں ہیں صاف ان لوگوں کے سینوں میں جن کو علم دیا گیا۔

علم والوں کے دل اور قلوب ہیں۔ اس لئے علمائے تفسیر نے قرآنی تفسیر کرنے کے لئے جو شرط بیان کی ہیں ان میں سب سے بڑی شرط یہ تھی۔

والعاشر علم الموھبۃ وذلک علم یورثہ اللہ من عمل بما علم قال علی رضی اللہ عنہ قالت الحکمۃ من ارادنی فلیعمل باحسن ما علم[۱] مقدمہ امام راغب ص۶۰۵

امام ابوطالب نے تفسیر قرآن حکیم کے لئے دوسری شروط کے ساتھ سب سے بڑی شرط یہی قرار دی ہے کہ پاکیزہ دل اور پاکیزہ دماغ رکھے۔ جیساکہ ارشاد قرآنی ہے۔

لا یمسّہ الا المطھرون[۲] (الواقعہ ۷۹)

اسی لطیف نکتہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سید سلیمان ندویؒ نے فرمایا ہے۔

"مولانا ابوالکلام آزاد کا ایک فقرہ اس باب میں بہت خوب ہے انہوں نے ایک دفعہ کہا کہ کبھی حضرت شاہ ولی اللہ اور سید احمد خان دونوں ایک ہی بات کہتے ہیں مگر ایک سے ایمان پرورش پاتا ہے اور دوسرے سے کفر۔"

(العلم مارچ ۱۹۵۹ء)

اس کی وجہ ظاہر ہے کہ شاہ ولی اللہ کا دل تجلیاتِ الٰہیہ اور جمالیات محمدیہؐ سے معمور تھا۔ امام مجاہد شاگرد رشید حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما فرماتے ہیں۔ جب ابن عباس قرآن حکیم کی تفسیر فرمایا کرتے تھے میں ان کے چہرہ پر نور محسوس کرتا تھا۔

ذیل میں اسی مناسبت سے چند ایسے واقعات درج کئے جاتے ہیں جن سے مفسرین قرآن حکیم کا تقویٰ اور دیانت پوری طرح جھلک رہا ہے۔

۱۔ عبداللہ بن محمد بن ابی القاسم جن کے آباؤ اجداد تونس کے تھے اور ان کی ولادت مدینہ منورہ میں ہوئی

---

[۱] دسواں علم موہبت ہے، اور یہ وہ علم ہے، جسے اللہ اس کو دیتاہے جو اپنے علم کے مطابق عمل کرتاہے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :۔ حکمت یہ کہتی ہے کہ جو مجھے چاہتا ہے، وہ جو کچھ جانتاہے، اس پر بہتر سے بہتر عمل کرے۔

[۲] اس کو وہی چھوتے ہیں، جو پاک بنائے گئے ہیں۔

شیخ رضی الدین طبری مکی سے انہوں نے اکتساب فیض رکھا تفسیر ابن عطیہ کے وہ حافظ تھے ان کے تقویٰ کا یہ حال تھا کہ پچاس سال سے زیادہ مدت میں انہوں نے اپنی نمازیں دربار نبوی کے روضۃ من ریاض الجنۃ میں اس طرح ادا کیں کہ ہر نماز باجماعت اور پہلی ہی صف میں ادا کی۔ اور جیسے ہی روزانہ حرم نبوی کا دروازہ کھلتا تو آپ در اقدس پر سب سے پہلے حاضر ہوتے۔

اپنی زندگی میں پچپن حج بیت اللہ مکرمہ کے کئے۔ آپ نے جمعہ کے دن دس ربیع الاول ۷۶۹ھ کو مدینہ منورہ میں رحلت فرمائی۔

۲۔ عبدالرحمٰن بن محمد بن مخلوف ثعالبی الجزائری جو اپنے زمانہ کے بہت بڑے مفسر تھے، تفسیر الجواہر ان ہی کی مرتبہ ہے جو ابن عطیہ کی تفسیر کا خلاصہ ہے موصوف کئی دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اور اس تفسیر کے مرتب کرنے کا حکم بھی دربار رسالت سے ملا۔ جیسا کہ وہ فرماتے ہیں۔

"میں نے دیکھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کھانا دیا اور ارشاد فرمایا کیا یہ بات نہیں کہ نبی جب کسی کو کھانا کھلاتا ہے تو وہ قے کر دیتا ہے۔ چنانچہ میں خواب ہی میں قے کرنے کے لئے تیار ہو گیا مگر آپؐ نے فرمایا میری مراد یہ قے نہیں تو میں نے سمجھ لیا کہ اس سے مراد قرآنی معارف کی اشاعت ہے۔ چنانچہ میں نے یہ تفسیر مرتب کی۔" آپ کی وفات ۸۷۵ھ کو ہوئی۔

۳۔ شیخ ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ تو عام تذکروں میں ملتا ہے کہ بیس سال تک عشاء کے وضو کے ساتھ صبح کی نماز ادا کی۔ کئی مرتبہ سید دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے اور حضرتؐ ہی کے حکم سے اعتزال سے تائب ہوئے ساری زندگی لبتی کی اس زمین سے پیدا ہونے والے غلے سے بسراوقات کی جو ان کے دادا بلال بن ابی بردہ نے وقف کر دی تھی۔ قرآن حکیم کی بہترین تفسیر لکھی ہے جس میں معتزلہ پر رد کیا۔ امام سبکی نے اسے دیکھا ہے۔ آپ کی وفات ۳۲۴ھ کو ہوئی۔

۴۔ احمد بن الحسین الحافظ ابوبکر البیہقی رحمۃ اللہ اپنے زمانے کے بہت بڑے عالم محدث اور مفسر گذرے ہیں امام الحرمین نے ان کے متعلق فرمایا[۱]۔ مامن شافعی الا وللشافعی فی عنقہ منۃ الا البیہقی فان لہ

---

[۱] کوئی (فقہی مسلک) شافعی ایسا نہیں، جس کی گردن میں (امام) شافعی کا احسان نہ ہو۔ سوائے البیہقی کے سو اس کا (امام) شافعی پر احسان ہے۔

علی الشافعی منہ۔ اپنی زندگی کے آخری تیس سال اس طرح گذارے کہ روزانہ روزہ ہوا کرتا تھا۔ آپ کی وفات ۵۸۰ھ کو ہوئی۔

۵۔ ابوالنصر بن ابی القاسم القشیری عبدالرحیم بن عبدالکریم۔ اپنے زمانہ کے علماء کے صدر گزرے ہیں۔ محدث اور مفسر تھے قرآن کریم کی بہترین تفسیر لکھی جس کا امام سبکی نے مطالعہ کیا۔ تقوی کا یہ حال تھا کہ آخر عمر میں زبان پر کوئی دوسرا کلمہ سوائے کلمات قرآنی کے آہی نہیں سکتا تھا۔ چنانچہ آپ اپنی ضروریات کے سلسلے میں بھی آیات قرآنی ہی با محل تلاوت فرماتے۔ گویا آپ کی عام بول چال بھی مستقل عملی تفسیر بن گئی تھی

۶۔ امام الحرمین یوسف بن عبداللہ نے جو اپنے زمانہ کے یکتا عالم اور زاہد تھے، ایک بہت بڑی تفسیر قرآن مجید کی ترتیب دی، جس میں ہر آیت کی تاویل اور تفسیر کو دس طریقوں سے پیش فرمایا۔ ان کے تقویٰ اور پرہیزگاری کا یہ اثر تھا کہ ان کے وصال پر غسل دیتے ہوئے غاسل اور دوسرے شرکاء غسل نے دیکھا کہ ان کا دایاں ہاتھ بغل تک چمک رہا ہے یہ تفسیر قرآن حکیم کی تحریر کی برکت اور اس کا اثر تھا۔ آپ کی وفات ۴۳۸ھ کو ہوئی۔

۷۔ محی السنۃ ابوالحسین الفراء البغوی جو بہت بڑے محدث اور مفسر تھے خراسان کے امام اور مرجع عوام تھے آپ اس حد تک قانع اور صابر تھے کہ زندگی بھر خشک روٹی بغیر سالن کے کھایا کئے جب احباب نے اس پر تنگ و ترش کیا تو پھر زیتون کے ساتھ کھالیا کرتے تھے آپ کی وفات ۵۱۰ھ کو ہوئی۔

---

"ہر عہد کا مصنف اپنے عہد کی ذہنی آب و ہوا کی پیداوار ہوتا ہے اور اس قاعدے سے صرف وہی دماغ مستثنیٰ ہوتے ہیں، جنہیں مجتہدانہ ذوق نظر کی قدرتی بخشائش نے صف عام سے الگ کر دیا ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام کی ابتدائی صدیوں سے لیکر قرون آخر تک جس قدر مفسر پیدا ہوئے ان کا طریق تفسیر ایک رو بہ تنزل معیار فکر کی مسلسل زنجیر ہے جس کی ہر پچھلی کڑی پہلی سے پست تر اور ہر سابق لاحق سے بلند تر واقع ہوئی ہے ....."

(مولانا ابوالکلام آزاد)